مولانا قاضی اطہر مبارک پوری

وزیر نظام الملک طوسیؒ

وزیر نظام الملک طوسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابو علی حسن بن اسحاق بن عباس ہے دو دو سلاطین کے وزیر تھے، تقویٰ طہارت و دینداری، عدل و انصاف، خدا ترسی عطا نوازی، رعایا پروری اور جود وسخا میں اپنی مثال آپ تھے، ان کے دینی و علمی کارناموں میں سب سے نمایاں کارنامہ بلادِ اسلامیہ میں مدارس کا قیام ہے۔ انہوں نے بغداد، بلخ، نیساپور، ہرات، اصفہان، بصرہ، مرو، آمل، طبرستان، واسان اور عراق کے ہر شہر میں مدارس قائم کئے جو مدرسہ نظامیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس طرح ہر شہر میں مسجدیں تعمیر کرائیں، نیساپور میں بمارستان (اسپتال) بنوایا اور بغداد میں خانقاہ تعمیر کی، کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے نظام الملک نے مدارس کے طلبہ کے لئے وظیفے جاری کئے، ان کے دو واقعات سنئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

کتاب الاکمال کے مصنف امیر ابن ماکولاؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نظام الملک کی مجلس میں موجود تھا، ایک شخص نے رقعہ میں اپنی حاجت لکھکر ان کی طرف پھینکا، اتفاق سے رقعہ دوات میں گر گیا جو روشنائی سے بھری ہوئی تھی، روشنائی ان کے عمامہ اور کپڑوں پر گر کر پھیل گئی مگر نظام الملک نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، نہ کسی قسم کی ناگواری ظاہر کی بلکہ ہاتھ بڑھا کر رقعہ اٹھایا اور رقم لکھکر اپنی دستخط کر دی، میں نے ان کے اس صبر و تحمل پر تعجب کیا اور ان کے مدار المہام سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس سے زیادہ تعجب کی بات کل ہوئی ہے۔ چالیس فرّاش (فرش بچھانے والے) دربار میں فرش بچھا رہے تھے اس درمیان میں تیز ہوا چل پڑی اور نظام الملک کا خاص فرش گرد و غبار سے اٹ گیا، میں نے چاہا کہ کوئی جلدی سے اس کو صاف کر دے مگر

کوئی ملازم نہیں ملا، میں نظام الملک کے سامنے ملازموں کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا، نظام الملک نے میرا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے بڑی سنجیدگی سے کہا کہ شائد ملازموں کو کوئی مصروفیت ایسی ہو جسکی وجہ سے وہ ہمارے سامنے نہیں آسکے، کوئی انسان عذر سے خالی نہیں ہے، ہر شخص کو کبھی کبھی ایسا کام نکل آتا ہے جو فرائض کی ادائیگی سے مانع ہوتا ہے، وہ لوگ بھی ہماری ہی طرح انسان ہیں، جس طرح ہم کو تکلیف ہوتی ہے ان کو بھی ہوتی ہے۔ اور ہماری ضروریات کی طرح ان کی بھی ضروریات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر فضیلت و فوقیت دی ہے تو ہم اس نعمت کا شکر ان کی معمولی معمولی لغزشوں پر سزا دیکر ادا نہیں کرینگے

ایک مرتبہ وزیر نظام الملک ہمدان گئے اور ان کا صاحبزادہ موید الملک بلخ سے حاضر خدمت ہوا، نظام الملک نے اس کی شادی بغداد میں کی تھی، وہیں جانے کے لئے بلایا تھا۔ — موید الملک تھوڑی دیر باپ کے پاس رہا اور لوگوں کی حاجت پوری کر رہے تھے، اسی درمیان میں ظہر کی اذان ہوگئی، جب لوگ چلے گئے تو نظام الملک نے لڑکے کی طرف دیکھا اور بلا کر سینہ سے لگایا، بوسہ دیا اور کہا کہ بیٹے! تم اس وقت اپنے گھر بغداد چلے جاؤ بیٹے نے باپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فوراً بغداد کی راہ لی، نظام الملک کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ایک سبزی فروش بقال کی زندگی میری زندگی سے اچھی ہے، جو صبح گھر سے اپنی دکان پر جاتا ہے اور شام کو اپنی قسمت کی روزی لیکر لوٹتا ہے، وہ اور اس کے بال بچے کھانے پر جمع ہوتے ہیں اور وہ ان میں رہکر خوش ہوتا ہے، یہ میرا لڑکا ہے اس کی پیدائش سے اب تک میں نے چند ہی بار دیکھا ہے، مجھے اس سے جو محبت ہے اس کا اظہار بھی نہیں کر سکا ہوں، میرا دن خطرات و مشکلات اور تکلفات میں گذرتا ہے اور میری رات بیداری، افکار، ملکی تدبیر، امراء و حکام کے عزل و نصب، سلطان کو راضی رکھنے کی ترکیب، اور حاسدوں سے حفاظت کے خیالات میں گذرتی ہے، ان حالات میں مجھے کہاں اتنا وقت مل سکتا ہے کہ عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوسکوں اور اپنے رب کے یہاں جانے کا سامان کرسکوں (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۲۲۵-۲۲۱)

(باقی سلسلہ ص ۱۲ پر)

سلسلہ صفحہ (۳) سے آگے

نظام الملک ایک دیہاتی خاندان میں ۴۰۸ھ میں پیدا ہوئے جو طوس میں باغبانی کرتا تھا۔ باپ نے بیٹے کو پہلے قرآن مجید حفظ کرایا اور فقہ شافعی کی تعلیم دلوائی۔ اس کے بعد نظام الملک طوس سے غزنین جاکر دیوان سلطان میں کام کرنے لگے اور اپنی حسن کارکردگی کی وجہ سے سلطان الپ ارسلان کے وزیر ابو علی ابن شاذان کے خصوصی امراء میں ہو گئے۔ ابن شاذان کے انتقال کے وقت سلطان الپ ارسلان کو نظام الملک کے وزیر بنانے کی وصیت اور ان کی صلاحیت و قابلیت سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے بعد سلطان ملک شاہ کے دور میں بھی وزیر رہے اور مفوضہ امور کو حسن و خوبی سے انجام دینے کے ساتھ اسلامی خدمات اور مفاد عامہ کے کام کئے۔ ▲▲